Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۴۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۴۳/۷۸ | اتوار ۱۵/ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ ' ۳ اخاء ۱۳۷۲ھش ' ۳ اکتوبر ۱۹۹۳ء نمبر ۲۲۰

دین العجائز اختیار کرو

اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے (کلام الہی) کا جوأ اپنی گردنوں پر اٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہوگا اور سرکش جہنم میں گرایا جائے گا۔ پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائے گا دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو کہ ایسے خیالوں کے لئے گڑھا در پیش ہے بلکہ تم اس لئے اس کی پرستش کرو کہ وہ پرستش ایک حق خالق کا تم پر ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

متقی کا لفظ باب افتعال سے آتا ہے اور یہ باب تصنع کے لئے آتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ متقی کو بڑا مجاہدہ اور کوشش کرنی پڑتی ہے اور اس حالت میں وہ نفس لوامہ کے نیچے ہوتا ہے اور جب حیوانی زندگی بسر کرتا ہے' اس وقت امارہ کے نیچے ہوتا ہے اور مجاہدہ کی حالت سے نکل کر جب غالب آجاتا ہے' تو مطمئنہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ متقی نفس امارہ کی حالت سے نکل کر آتا ہے اور لوامہ کے نیچے ہوتا ہے۔ اسی لئے متقی کی شان میں آیا ہے کہ وہ (عبادت) کو کھڑی کرتے ہیں۔ گویا اس میں بھی ایک قسم کی لڑائی ہی کی حالت ہوتی ہے۔ وساوس اور اوہام آ آکر حیران کرتے ہیں' مگر وہ گھبراتا نہیں اور یہ وساوس اس کو درماندہ نہیں کرسکتے۔ وہ بار بار خدا تعالیٰ کی استعانت چاہتا ہے اور خدا کے حضور چلاّتا اور روتا ہے' یہانتک کہ غالب آجاتا ہے۔ ایسا ہی مال کے خرچ کرنے میں بھی شیطان اس کو روکتا ہے اور اسراف اور انفاق فی سبیل اللہ کو یکساں دکھاتا ہے' حالانکہ ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اسراف کرنے والا اپنے مال کو ضائع کرتا ہے' مگر فی سبیل اللہ خرچ کرنے والا اس کو پھر پاتا ہے اور خرچ سے زیادہ پاتا ہے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۱۹)

ضروری تصحیح

الفضل ۲۔ اکتوبر ۱۹۹۳ء میں جسوال برادران کو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے۔ کا تبرک بھجوانے کی جو خبر شائع ہوئی ہے اس میں ریکارڈ کی درستی کی خاطر درج ذیل تصحیح کر لی جائے۔

محترمہ صاحبزادی امتہ الرشید بیگم صاحبہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بڑی ہمشیرہ محترمہ ہیں۔ تبرک کا یہ کپڑا ایک ٹکڑے کی صورت میں حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں بھیجا گیا تھا تا کہ حضور جسوال برادران میں خود ہی تقسیم فرمادیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس تبرک کو چار حصوں میں تقسیم کرکے از خود لندن میں فریم کروایا اور اس کے اوپر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ ہی نے ایک عبارت تحریر فرمائی۔

احباب کرام یہ تصحیح فرمالیں۔

(ادارہ)

ایک احمدی دوست کا اعزاز

○ مکرم میجر (ریٹائرڈ) خالد رؤوف خان صاحب ابن مکرم عبدالرؤوف خان صاحب لاہور چھاؤنی کو اس سال پیسیفک ویسٹرن لاس اینجلیس کیلیفورنیا امریکہ کی طرف سے بزنس ایڈ منسٹریشن کے مضمون میں پی ایچ ڈی کی ڈگری عطا کی گئی ہے۔ ان کا موضوع تھا "پالیسی سازی اور بحرانوں سے نبٹنے کے لئے پاکستانی قیادت کے اہم فیصلے"

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ کامیابی ان کے اور جماعت کے لئے مبارک کرے۔ اور آئندہ مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔

الفضل میں اشتہار دیکر تجارت کو فروغ دیں۔ (مینیجر)

خدا کے دوست کو مخلوق دکھ نہیں دے سکتی

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

حقیقی آرام اور آسائش حاصل کرنے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے اور وہ یہ کہ انسان خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرلے۔ جب اس سے تعلق پیدا کرلے گا تو پھر سب کچھ اپنے آپ ہی اس کا مطیع اور فرمانبردار ہو جائے گا مجھے یہ قصہ ہمیشہ یاد آکر مزا دیا کرتا ہے کہ ایک شخص بادشاہ کے پاس یہ شکایت لے کر گیا کہ میں نے شہر کے قاضی صاحب کے پاس روپے بطور امانت رکھے تھے لیکن اب مانگنے پر دیتے نہیں۔ میں نے انہیں معتبر سمجھ کر کوئی گواہ بھی نہیں رکھا تھا۔ بادشاہ نے سوچا کہ اگر میں قاضی صاحب کو یہاں بلوا کر پوچھوں گا تو وہ انکار کردیں گے۔ اور ان کے روپے لینے کا کوئی ثبوت ہے نہیں۔ اس لئے مشکل ہو گا۔ قاضی صاحب سے کسی تدبیر سے روپے وصول کرنے چاہئیں۔ بادشاہ نے تدبیر یہ کی کہ اس شخص کو کہا کہ کل جب میرا جلوس بازار سے نکلے تو تم قاضی صاحب کے مکان کے قریب بیٹھ جانا۔ میں وہاں آکر تم سے باتیں کروں گا اور تم نے گھبرانا نہیں دوسرے دن جب بادشاہ کا جلوس نکلا تو قاضی صاحب کے مکان کے قریب جاکر بادشاہ نے اس سے کچھ باتیں کیں اور پھر چلا گیا۔ بادشاہ کے جانے کے بعد قاضی صاحب اس سے کہنے لگے۔ بھئی تم نے کل کچھ امانت کا ذکر کیا تھا۔ کچھ نشان بتاؤ تاکہ میں اس کی نسبت سوچ کرتا سکوں اس نے وہی نشان جو پہلے دن بتائے تھے بتادیئے۔ قاضی صاحب نے روپیہ نکال کر اس کے حوالہ کیا۔ اور کہا کہ پہلے تم نے کیوں نہ مجھے یہ باتیں بتائیں تاکہ میں اسی وقت تمہیں روپیہ دے دیتا۔ تو اس طرح اس کا روپیہ وصول ہوا کہ وہ بادشاہ کا دوست تصور کیا گیا۔ اب رعایا کی مجال نہیں تھی کہ اس کی مخالفت کرتی پس جو شخص خدا تعالیٰ سے دوستی پیدا کرلے پھر مخلوق کی طاقت نہیں کہ اس کو دکھ دے سکے۔

(از خطبہ ۱۹ مارچ ۱۹۱۵ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر : آغاسیف اللہ- پرنٹر : قاضی منیر احمد مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت : دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۳ / اخاء ۷۲ ۱۳ھش ۳ / اکتوبر ۱۹۹۳ء

خدا کے ہو جائیں

اس بات کا سمجھنا کہ اگر ہم خدا کے ہو جائیں تو وہ ہمارا ہو جاتا ہے کسی کے لئے بھی مشکل نہیں۔ اگرچہ انسانی تعلقات میں بھی یہ بات درست ہے کہ ہم اخلاص کے ساتھ کسی کے ہو جائیں تو وہ دل وجان سے ہمارا ہو جاتا ہے۔ تو پھر اگر ہم خدا کے ہو جائیں تو وہ ہمارا کیوں نہ ہو جائے گا۔ ہم جس قدر خلوص کا اظہار کریں گے اسی قدر خدا کو اپنا ہوتا دیکھیں گے۔ ہماری زندگی دوسروں سے مختلف ہو جائے گی۔ ہماری پریشانیاں دور ہو جائیں گی ہمیں اطمینان حاصل ہو گا اور عسر اور یسر میں ہم پرسکون رہیں گے اور راحت محسوس کریں گے۔

خدا کسی کا ہو جائے تو وہ ہر قسم کی آفت اور بلا سے حفاظت میں آجاتا ہے۔ دنیا کی کوئی چیز۔ دنیا کی کوئی طاقت۔ اسے گزند نہیں پہنچا سکتی۔ اور اگر بظاہر گزند پہنچتا نظر بھی آئے تو خدا تعالیٰ اسے ہمت عطا کر دیتا ہے اور وہ اسے گزند سمجھتا ہی نہیں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمارا خالق و مالک ہے۔ خدا تعالیٰ کے تو ہم ہیں ہی۔ پھر یہ کہنا کہ ہم خدا کے ہو جائیں کیا معنی رکھتا ہے۔ اور کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ خدا کے ہو جائیں۔ بات یہ ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں اس لئے اس کے ہیں۔ لیکن کیا ہم وہی کچھ کرتے ہیں جو وہ کہتا ہے۔ کیا ہم اس کے احکام کو اہمیت دے کر اپنی زندگی پروارد کرتے ہیں یا ہم اپنی من مانی کرتے ہیں۔ اگر ہم اپنی من مانی کرتے ہیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہونے کے باوجود ہم اس کے نہیں یعنی اپنے آپ کو اس کے بناتے نہیں۔ اس سے پرے ہٹتے ہیں۔ اسے پس پشت ڈالتے ہیں۔ اس کے ہو جانے کا مطلب صرف یہ تو نہیں کہ ہم اس کی مخلوق ہیں اس کا تو یہ بھی مطلب ہے کہ ہم دل وجان سے اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی اطاعت اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم اس کے ہیں۔ ہمارے دعویٰ کی سچائی کی دلیل ہی یہ ہے کہ ہم اس کی بات سنتے ہیں۔ مانتے ہیں اور اس کے مطابق اپنی زندگی گذارتے ہیں۔

حضرت بانی کاسلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں "اگر خدا تعالیٰ سے معاملہ صاف نہیں تو پھر بیعت فائدہ نہ دے گی نہ کچھ اور' لیکن جب خالص خدا تعالیٰ کا ہو جائے تو خدا تعالیٰ اس کی حفاظت کرتا ہے اگرچہ وہ سب کا خدا ہے مگر جو اپنے آپ کو خاص کرتے ہیں ان پر خاص تجلی کرتا ہے اور خدا کے لئے خالص ہونا یہی ہے کہ نفس بالکل چکنا چور ہو کر اس کا کوئی ریزہ باقی نہ رہے"۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کے ہو جائیں۔ اور وہ بھی ہمارا ہو جائے اور ہم پر خاص تجلی کرے۔

یوں تو ملتی نہیں کسی کو بھی
دوسری بار' زندگی اے دوست
مجھ کو مل جائے تو نہ لوں ہرگز
غم سے بے بہرہ' یہ خوشی اے دوست

ابوالاقبال

مرے دشمنوں کی سن کر مرے دشمنوں کی مانی
اسے ان سنا بنایا جو سنا مری زبانی

نہ کوئی خوشی خوشی ہے' نہ ہی غم کوئی غموں کا
کہ گذر گیا ہے پیارو مرے سر سے آج پانی

یہ عجیب زندگی ہے' یہ عجب کٹھن گھڑی ہے
کہ اگرچہ جاں گسل ہے' مگر اس قدر سہانی

یہ کسے بتاؤں کیا کیا مرے دل پہ آج گذری
نہ کسی سے آشنائی' نہ زباں میں ہی روانی

مرے بعد آنے والو! مرے گیت اسے سنانا
کبھی سن سکے جو کوئی مرے درد کی کہانی

عبدالمنان ناہید

میری قسمت میں سویرا سائیں
آپ نے نام لیا میرا سائیں

میں گلے اور کے ملتا کیسے
میں فقط تیرا ہوں' تیرا سائیں

وصل کی بھوک بڑھی جاتی ہے
بخش درشن کا لویرا سائیں

دسترس میں ہے زمانہ تیرے
اک ادھر کا بھی ہو پھیرا سائیں

سر پہ وہ دست تلطف رکھا
جس کا سایہ ہے گھنیرا سائیں

کر دیا لطف و کرم نے تیرے
میرا رتبہ بھی اچیرا سائیں

محو پرواز رہے گا قدسی
گو تیرا دور بسیرا سائیں

عبدالکریم قدسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے۔

علمی مسائل

فرماتا ہے:۔

اچھے اچھے کپڑے اور زیور پہن کر لوگوں کو دکھاتی نہ پھرو ہاں جو چیز خود بخود ظاہر ہو جائے اس کے ظاہر ہونے میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔

(۔) اس میں اختلاف پیدا ہوا ہے کہ اس سے کیا مراد ہے بعض نے کہا ہے کہ اس سے کپڑے مراد ہیں۔ بعض نے کہا کہ ایسے زیورات مراد ہیں جو عورتوں کے ہاتھوں اور پاؤں میں ہوتے ہیں۔ جیسے انگوٹھی اور کڑے اور پازیب وغیرہ۔ بعض نے کہا ہے کہ کہنیوں تک ہاتھ مراد ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ اوپر کا برقع یا چادر مراد ہے۔ بعض نے اس سے ہاتھوں کی مہندی مراد لی ہے۔ لیکن کلام الٰہی نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ یہ ہیں (سوائے اس کے جو اس سے ظاہر ہو) یعنی سوائے اس کے جو آپ ہی آپ ظاہر ہو۔ یہ الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ جو چیز خود بخود ظاہر ہو (احکام دینیہ) نے صرف اس کو جائز رکھا ہے۔ یہ نہیں کہ جس مقام کو کوئی عورت آپ ظاہر کرنا چاہے اس کا ظاہر کرنا اس کے لئے جائز ہو۔ میرے نزدیک آپ ہی آپ ظاہر ہونے والی موٹی چیزیں دو ہیں یعنی قد اور جسم کی حرکات اور چال لیکن عقلاً یہ بات ظاہر ہے کہ عورت کے کام کے لحاظ سے یا مجبوری کے لحاظ سے جو چیز آپ ہی آپ ظاہر ہو وہ پردے میں داخل نہیں۔ چنانچہ اسی اجازت کے ماتحت طبیب عورتوں کی نبض دیکھتا ہے کیونکہ بیماری مجبور کرتی ہے کہ اس چیز کو ظاہر کر دیا جائے۔ اگر منہ پر کوئی جلدی بیماری ہو تو طبیب وہ بھی دیکھے گا۔ اگر اندرونی بیماری ہو تو زبان دیکھے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک جنگ میں ہم پانی لاتی تھیں اور ہماری پنڈلیاں ننگی ہو جاتی تھیں اس وقت پنڈلیوں کا ننگا ہونا کلام الٰہی کے خلاف نہ تھا۔ بلکہ اسی کلام الٰہی کے حکم کے مطابق تھا۔ جنگی ضرورت کے لحاظ سے ضروری تھا کہ عورتیں کام کرتیں اور دوڑنے کی وجہ سے پنڈلیاں خود بخود ننگی ہو جاتی تھیں کیونکہ اس وقت پاجامے کا نہیں بلکہ تہ بند کا رواج تھا۔ اس اصل کے ماتحت اگر کسی گھرانے کے مشاغل ایسے ہوں کہ عورتوں کو باہر کھیتوں میں یا میدانوں میں کام کرنا پڑے تو ان کے لئے آنکھوں سے لے کر ناک تک کا حصہ کھلا رکھنا جائز ہو گا۔ اور پردہ ٹوٹا ہوا نہیں سمجھا جائے گا کیونکہ بغیر اس کے کھولنے کے وہ کام نہیں کر سکتیں اور جو حصہ ضروریات زندگی کے لئے اور ضروریات معیشت کے لئے کھولنا پڑتا ہے اس کا کھولنا پردے کے حکم میں ہی شامل ہے۔ اسی طرح جن عورتوں کو پانی میں کام کرنا پڑتا ہے۔ ان کے لئے یہ بھی جائز ہو گا کہ وہ پاجامہ اڑس لیں۔ اور ان کی پنڈلی ننگی ہو جائے۔ لیکن جس عورت کے کام اسے مجبور نہیں کرتے کہ وہ کھلے میدانوں میں نکل کر کام کرے اس پر اس اجازت کا اطلاق نہ ہو گا۔ غرض (سوائے اس کے جو ظاہر ہو) کے ماتحت کسی مجبوری کی وجہ سے جتنا حصہ ننگا کرنا پڑے ننگا کیا جا سکتا ہے مثلاً ایک زمیندار عورت منہ پر نقاب ڈال کر گوڈی وغیرہ یا زمینداری سے تعلق رکھنے والے دوسرے کام نہیں کر سکتی اس کے لئے جائز ہو گا کہ ہاتھ اور آنکھوں سے لے کر ناک تک کا حصہ ننگا رکھے تاکہ کام کر سکے۔ لیکن جن عورتوں کو اس قسم کے کام نہ کرنے پڑتے ہوں بلکہ انہوں نے صرف سیر وغیرہ کے لئے باہر نکلنا ہو ان کے لئے یہی حکم ہے کہ وہ اپنے منہ کو ڈھانکیں۔ غرض (۔) کے یہ معنے ہیں کہ وہ حصہ جو آپ ہی آپ ظاہر ہو اور جسے کسی مجبوری کی وجہ سے چھپایا نہ جا سکے خواہ یہ مجبوری بناوٹ کے لحاظ سے ہو جیسے قد۔ کہ یہ بھی ایک زینت ہے مگر اس کو چھپانا ناممکن ہے۔ اس لئے اس کو ظاہر کرنے سے (احکام دینیہ) نہیں روکتے۔ یا بیماری کے لحاظ سے ہو کہ کوئی حصہ جسم علاج کے لئے ڈاکٹر کو دکھانا پڑے، بلکہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ تو یہاں تک فرمایا کرتے تھے کہ ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر کسی عورت کے متعلق تجویز کرے کہ وہ منہ نہ ڈھانپے اگر منہ ڈھانپے گی تو اس کی صحت خراب ہو جائے گی۔ اور ادھر ادھر چلنے پھرنے کے لئے کہے۔ تو ایسی صورت میں اگر وہ عورت منہ کو ننگا کر کے چلتی ہے تو بھی جائز ہے۔ بلکہ بعض کے نزدیک اگر کوئی عورت حاملہ ہو اور کوئی اچھی دایہ میسر نہ ہو اور ڈاکٹر یہ کہے کہ اگر یہ کسی قابل ڈاکٹر سے اپنا بچہ نہیں جنوائے گی تو اس کی جان خطرے میں ہے تو ایسی صورت میں اگر وہ کسی مرد سے بچہ جنوائے تو یہ بھی جائز ہو گا۔ بلکہ اگر عورت مرد ڈاکٹر سے بچہ نہ جنوائے اور مر جائے تو خدا تعالیٰ کے حضور وہ ایسی ہی گنہگار سمجھی جائے گی جیسے اس نے خودکشی کی ہے۔ پھر یہ مجبوری کام کے لحاظ سے بھی ہو سکتی ہے۔ جیسے زمیندار گھرانوں کی عورتوں کی میں نے مثال دی ہے۔ کہ ان کے گذارے ہی نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ وہ کاروبار میں اپنے مردوں کی امداد نہ کریں۔ یہ تمام چیزیں اسی میں شامل ہیں۔

ہماری تاریخ

فروری ۱۹۳۲ء کا واقعہ ہے کہ حکومت پنجاب نے پریس آرڈی ننس کے تحت "انقلاب" اور اس کے پریس سے ڈھائی ڈھائی ہزار کی ضمانتیں طلب کیں اور وجہ یہ بتائی کہ کشمیر کے متعلق بعض غیر صحیح واقعات شائع کئے گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہندو اخبار ملاپ اور اس کے پریس سے تین تین ہزار کی اور اخبار "کیسری" اور اس کے پریس سے دو دو ہزار کی ضمانتیں طلب کیں سیدنا حضرت امام جماعت الثانی کشمیر کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کے لئے دہلی میں فرد کش تھے۔ کہ اخبارات سے اس خبر کا علم ہوا۔ ہندوستان کا مسلم پریس پہلے ہی ہندوؤں کے مقابل کمزور تھا۔ اور بعض اخبار محض مشکلات کی تاب نہ لا کر بند ہو چکے تھے۔ اس صورت حال سے حضور از حد مشوش ہوئے اور آپ نے دہلی ہی سے گورنر پنجاب کے نام مندرجہ ذیل مکتوب لکھا۔

جناب من! میں آج ایک ایسے امر کے متعلق جناب کو توجہ دلانی چاہتا ہوں جو گو قانوں کے محدود دائرہ میں تو درست ہے لیکن مصلحت وقت اور حکومت کے فوائد کے بالکل برخلاف ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ جناب کا سا دور اندیش رئیس صوبہ ضرور نظر ثانی فرما کر اس کا تدارک کرے گا۔

وہ امر یہ ہے کہ حکومت نے "انقلاب" کی اور اس کے پریس کی اڑھائی اڑھائی ہزار کی ضمانت طلب کی ہے چونکہ پریس بھی مالکان انقلاب کا ہے اس لئے گویا پانچ ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی گئی ہے۔ جناب اس امر سے یقیناً واقف ہوں گے کہ ہندوستانی پریس خصوصاً اسلامی پریس سرمایہ کے لحاظ سے بہت گری ہوئی حالت میں ہے اور کئی ایسے اخبار ہیں کہ جن کا کل سرمایہ بھی پانچ ہزار نہیں اس صورت میں یہ ضمانت اخبار کے بند کر دینے کے مترادف ہے۔ جناب سے یہ امر بھی مخفی نہ ہو گا کہ "انقلاب" نے کانگریس کا مقابلہ کرنے میں اس قدر کام کیا ہے جو اپنے اثر کے لحاظ سے نہایت شاندار اور قابل قدر ہے۔ "انقلاب" ہی تھا جس کے مضامین کی وجہ سے مسلمانوں کا نوجوان طبقہ کانگریس سے الگ رہا۔ اور یہ خدمت اس قابل تھی کہ حکومت اسے شکریہ کی نگاہ سے دیکھتی لیکن قدر کے سوال کو الگ بھی کر دیا جائے تو اس ضمانت کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اخبار بند کر دیا جائے گا اور ہزارہا مسلمان نوجوان اپنی سیاسی ضرورتوں کے لئے ہندو اخبار خریدنے پر مجبور ہوں گے اور چند ماہ میں ایک ایسی مکدّر فضا پیدا ہو جائے گی جس کا سنبھالنا بہت سا خرچ اور وقت چاہے گا۔ یہ خیال کرنا کہ مسلمان تعلیم یافتہ طبقہ اخبار پڑھنا بند کر دے گا۔ خلاف عقل ہے وہ اخبار ضرور پڑھے گا۔ اور "انقلاب" کے بند ہونے کی صورت میں ہندو اخبارات جو کانگریسی پراپیگنڈا سے پر ہیں پڑھے گا پس یہ ضمانت خود حکومت کے خلاف اثر پیدا کر دے گی۔

یہ امر بھی سوچنے کے قابل ہے کہ "احرار" بھی بند ہو گیا ہے "زمیندار" بھی نازک حالت میں ہے یہ اخبار خواہ کیسے بھی ہوں اسلامی اخبار کہلاتے تھے۔ اگر "انقلاب" بھی بند ہو گیا تو مسلمانوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو گا کہ حکومت اسلامی پریس کو نقصان پہنچانا چاہتی ہے یہ خیال خواہ صداقت سے کتنا بھی دور ہو پیدا ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کا اس وقت روکنا حکومت کے لئے نہایت ضروری ہے۔ گو میں نے وہ مضمون نہیں دیکھا جس کی بناء پر انقلاب سے ضمانت لی گئی ہے لیکن میں اس امر کو فرض کرتے ہوئے کہ وہ مضمون نہایت سخت تھا سمجھتا ہوں کہ جب کہ حکومت کے تسلیم کردہ بیانات کے مطابق یہ امر ثابت ہے کہ ہندو پریس نے بھی سخت جھوٹی اور اشتعال انگیز خبریں مسلمانوں کے خلاف پھیلائی ہیں اس قابل ضرور ہے کہ اس کے خلاف یک دم انتہائی کارروائی نہ کی جائے۔ میں امید کرتا ہوں کہ جناب مذکورہ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اور خصوصاً احرار کی نئی کوششوں کو مد نظر رکھتے ہوئے جو وہ برطانوی حکومت کے خلاف شروع کرنے والے ہیں۔ اس فیصلہ پر نظر ثانی فرمائیں گے میرے نزدیک تو اخبار کی یہ معذرت کہ افسوس ہے کہ اس نے ایک غیر مصدقہ خبر شائع کر دی کافی ہونی چاہئے لیکن اگر ضمانت بھی ضروری سمجھی جائے۔ تو پانچ سو روپیہ کی ضمانت موجودہ حالات میں بہت ہے۔

میں اس وقت کشمیر کے قضیہ ہی کے متعلق دہلی آیا ہوا ہوں۔ ہز ایکسی لینسی دی وائسرائے کی مہربانی سے امید کی جاتی ہے کہ کوئی امن کی صورت جلد پیدا ہو جائے اس صورت میں یہ قضیہ بالکل ہی ختم ہو جائے گا۔ اور وہ غیر ضروری پریشانی جو پنجاب کو ملحق صوبہ ہونے کی وجہ سے اٹھانی پڑی دور ہو جائے گی۔

۔ خدا ان لوگوں کی پناہ ہو جاتا ہے جو اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔ (حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یوسف سہیل شوق

ایک احمدی اہل قلم - مالک رام

جناب مالک رام اردو ادب کے ایک درخشندہ ستارے تھے آپ نے کئی علمی ادبی کتب لکھیں۔ غالبیات آپ کا خاص مضمون تھا۔ اس ضمن میں آپ نے کئی کتب بھی لکھیں۔

جناب مالک رام ایک مخلص احمدی تھے۔ اگرچہ انہوں نے عمر بھر اپنی احمدیت کا باضابطہ اعلان نہیں کیا۔ لیکن ان کو جاننے والے اس بات سے باخبر تھے۔ کہ وہ ایک راسخ العقیدہ احمدی ہیں۔ ان کی علمی کتب میں دین حق کے بارے میں خاصا مواد ہے۔ "عورت اور اسلام" کے نام سے انہوں نے ایک شاندار عالمانہ مضمون بھی سپرد قلم کیا۔

استاذی المکرم محترم پروفیسر ڈاکٹر ناصر احمد پروازی صاحب نے خاکسار راقم الحروف کو ایک بار بتایا کہ ان کو ایک بار ایک ادبی کانفرنس کے سلسلے میں ہندوستان جانے کا اتفاق ہوا چونکہ محترم پروازی صاحب اردو ادب کے جاننے والوں میں متعارف ہیں اس لئے جناب مالک رام سے بھی ان کی ملاقات ہوئی۔ مالک رام صاحب کو پتہ چلا کہ ڈاکٹر پروازی صاحب احمدی ہیں تو وہ احمدیت کی محبت میں ان کو ان کے ہوٹل سے اپنے گھر لے گئے اور فرمایا کہ آپ ہوٹل میں نہیں رہیں گے میرے گھر رہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر پروازی صاحب ان کے گھر پر رہے۔ اس قیام کی جو خاص بات محترم پروازی صاحب نے بتائی وہ یہ تھی کہ مالک رام صاحب نے خوب خوب نمازیں مجھے پڑھائیں۔

جناب مالک رام سے ہمارے ادارہ **الفضل** کے شعبہ ادارت کے ایک رکن مکرم سید ظہور احمد شاہ صاحب کی بھی قاہرہ میں ملاقات ہوئی۔ مکرم سید ظہور احمد شاہ صاحب نے بتایا کہ ۱۹۴۲ء میں میں برٹش آرمی کی انڈین میڈیکل کور (آئی اے ایم سی) میں. بطور کلیریکل حوالدار متعین تھا۔ یہ دوسری جنگ عظیم کا زمانہ تھا۔ ہماری یونٹ کے بعض افراد کو مصر بھیجا گیا ہم سمندری جہاز کے ذریعے پورٹ سعید پہنچے۔ وہاں سے بذریعہ ٹرین قاہرہ گئے جہاں پر ایک بڑا ری انفورسمنٹ کیمپ برٹش آرمی کا قائم تھا۔ یہ کیمپ مشہور اہرام مصر کے بالکل قریب واقع تھا۔ وہاں میرا قیام چار پانچ ماہ رہا۔ سمندری جہاز کے سفر کے دوران ایک احمدی کلرک سے میری دوستی ہو گئی۔ جو اس وقت جمعدار (آجکل یہ عہدہ نائب صوبیدار کہلاتا ہے) کے رینک پر تھا۔ میری ڈیوٹی اسی احمدی کلرک کے ساتھ لگی۔ اس احمدی کلرک کا رابطہ کسی طرح مالک رام صاحب سے ہو گیا۔ جناب مالک رام ان دنوں ہندوستانی سفارت خانے میں ٹریڈ کمشنر کے طور پر قاہرہ میں متعین تھے۔ ایک دن یہ ایک احمدی کلرک مجھے کہنے لگے کہ آؤ آج جمعہ پڑھنے چلتے ہیں یہ مجھے لیکر جناب مالک رام کے گھر لے گئے۔ مالک رام صاحب کا فلیٹ قاہرہ کے گنجان آباد علاقے میں تھا۔ ہم دن کے ۱۰-۱۱ بجے ہی ان کے ہاں پہنچ گئے۔ جناب مالک رام نے یہ دیکھ کر کہ دو احمدی بھائی ان کے پاس آئے ہیں ہماری بڑی آؤ بھگت کی۔ اور دوپہر کا شاندار کھانا بھی ہمیں اپنے گھر کھلایا۔ جمعہ کا وقت ہوا تو ۱۰-۱۲ اور احمدی فوجی بھی جو اسی فوجی کیمپ میں تھے آگئے جمعہ پڑھنے کا وقت آیا تو جناب مالک رام نے کمرہ کی کنڈی چڑھالی ہم انکی اس حرکت پر بڑے حیران ہوئے کہ اس احتیاط کی کیا وجہ ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ میری بوڑھی والدہ بھی میرے ساتھ ہے۔ اور میں نے اپنی والدہ کی خاطر احمدیت کا اظہار نہیں کیا۔ کیونکہ اگر ان کو میرے احمدی ہونے کا علم ہو گیا تو انہیں شدید دکھ ہو گا اور خطرہ ہے کہ وہ اس غم کو برداشت نہ کر پائیں گی۔ انہوں نے بتایا کہ میری بیوی کو اس بات کا علم ہے اگرچہ وہ خود احمدی نہیں ہے۔ مالک رام صاحب نے بتایا کہ انہوں نے اپنے بچوں کے نام بھی (احمدیوں) والے رکھے ہیں۔ میری والدہ نے جب مجھ سے پوچھا کہ ان کے نام (احمدیوں) جیسے کیوں رکھے ہیں تو میں نے یہ بہانہ بنایا کہ چونکہ ہم مسلمانوں کے ملک میں رہتے ہیں۔ اس لئے مصلحت کا یہی تقاضا ہے کہ ان کے نام بھی ایسے ہی رکھے جائیں۔

جناب مالک رام نے اپنے قبول احمدیت کے بارے میں بتایا کہ میں ہندو اخبارات ملاپ پرتاپ کے نمائندہ کے طور پر سالانہ جلسے کے موقع پر لاہور سے قادیان جایا کرتا تھا۔ وہاں میری ملاقات حضرت محمد چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سے ہو گئی۔ جنہوں نے میرے ساتھ نہایت محبت کا سلوک کیا مجھے اپنے گھر بھی بلاتے رہے اور احمدیت کے بارے میں بتاتے رہے۔ حتیٰ کہ میں احمدی ہو گیا۔ مگر میں نے احمدیت کا اعلان نہیں کیا۔ اس وقت انہوں نے ابھی سرکاری نوکری نہیں کی تھی۔ بعد ازاں غالباً حضرت چوہدری صاحب کے توسط سے انہیں ہندوستانی وزارت خارجہ میں نوکری مل گئی اور یہ انڈین ہائی کمشن کے ٹریڈ کمشنر کے طور پر قاہرہ آگئے۔

مکرم شاہ صاحب نے بتایا کہ ان دنوں جناب مالک رام کی عمر ۲۵ سے ۳۰ سال کے لگ بھگ ہو گی۔ موزوں قد اور درمیانے جسم کے مالک تھے رنگ کھلتا ہوا سفید تھا۔ شاید عینک بھی لگاتے تھے۔ جس کمرے میں ہم جمعہ پڑھتے تھے وہ خاصا فراخ کمرہ تھا۔ اسی میں ان کی لائبریری بھی تھی جس میں قرآن کریم اور دیگر اسلامی کتب بھی رکھی ہوئی تھیں۔ یہیں ایک احمدی دوست احمدیوں سے چندے بھی وصول کیا کرتے تھے۔ مالک رام صاحب کہا کرتے تھے کہ میں اپنی والدہ کی زندگی تک اپنی احمدیت کا اعلان نہیں کروں گا۔ مکرم شاہ صاحب نے بتایا کہ اس جگہ قیام کے دوران مجھے تین چار جمعے جناب مالک رام صاحب کے گھر پڑھنے کا موقع ملا۔ اس کے بعد میری پوسٹنگ سکندریہ ہو گئی اور وہاں سے چند ماہ کے بعد مجھے اٹلی بھیج دیا گیا جہاں میں روم میں جنگ ختم ہونے تک رہا۔

جناب مالک رام صاحب نے ایک "وے صورتیں الٰہی" ۱۹۷۶ء میں دہلی سے شائع کی تھی۔ اس کے حوالے سے جناب مالک رام صاحب کے ذکر پر مبنی ایک مضمون محترم پروفیسر ڈاکٹر ناصر احمد صاحب پروازی نے **الفضل** ۲۲/ فروری ۱۹۸۹ء میں شائع کروایا تھا اس مضمون کے چند اقتباسات پیش ہیں اس سے جناب مالک رام صاحب کے حالات زندگی پر روشنی پڑتی ہے۔ محترم پروازی صاحب لکھتے ہیں: "مالک رام" اردو زبان و ادب کے ان محققین اور محسنین میں شمار ہوتے ہیں جن کی علمی اور تحقیقی فتوحات بے حد و حساب ہیں۔ خاص طور پر غالب کے سلسلہ میں ان کی تحقیقی مساعی زیادہ مستند اور وقیع سمجھی جاتی ہے۔ مالک رام اردو عربی اور فارسی تینوں زبانوں کا علمی ذوق رکھتے تھے۔ فارسی کا ذوق تو ہماری پرانی نسل کے تمام بزرگ ادیبوں میں موجود تھا۔ اب رفتہ رفتہ یہ ذوق معدوم ہوتا جا رہا ہے اور ہم لوگ ایک متاع گراں بہا سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔ مالک رام بھارت کی وزارت خارجہ میں ملازم ہونے کے ناطے طویل عرصہ تک قاہرہ میں بھی مقیم رہے۔ اس طرح آپ نے عربی زبان سے کماحقہ واقفیت حاصل کی اور اس طرح اسلام اور قرآن فہمی میں بھی خاصا نام پیدا کیا۔ "عورت اور اسلام" کے موضوع پر ان کا ایک مضمون پڑھ کر سید سلیمان ندوی مرحوم نے فرمایا تھا کہ "اگر مجھے یہ معلوم نہ ہوتا کہ یہ مضمون کس کا لکھا ہوا ہے تو میں اسے پڑھ کر یہی خیال کرتا کہ کسی مسلمان عالم نے لکھا ہے"

مالک رام صاحب کے اس شغف میں حسن رہتاسی کا کیا حصہ تھا۔ یہ مالک رام صاحب کی زبان سے ہی سنئے۔

"ہائی سکول میں میرے ایک ہم سبق دوست ملک احمد حسن رہتاسی (.....) تھے جو بعد کو بہت دن تک ہفتہ وار "دور جدید" لاہور کے ایڈیٹر بھی رہے.... وہ بھی میری طرح اردو فارسی اور خاص طور پر شعر کے رسیا تھے۔ ہم دونوں کا دانت کاٹی روٹی والا معاملہ تھا۔ وہ احمدی تھے۔ ان کی بدولت مجھے اسلام کے متعلق بہت وسیع مطالعہ کرنے کا موقعہ ملا۔ نہ جانے وہ میرے لئے کہاں کہاں سے کتابیں بٹور بٹور کر لاتے تھے اور میں بڑی سے بڑی کتاب دو چار دن میں ختم کر کے واپس کر دیتا تھا۔ قدرتی بات تھی کہ ہائی سکول کی تعلیم ختم کرتے کرتے میری مذہبی واقفیت عموماً اور اسلامی واقفیت خصوصاً میری اپنی عمر کے طلبہ سے کہیں زیادہ تھی۔"

..... میں نے طے کر لیا تھا کہ مجھے عربی پڑھنی چاہئے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم قرآن کو معنوں کے ساتھ کسی استاد سے سبقاً سبقاً ضرور پڑھنا چاہئے..... پھر خدا نے ایسا سامان پیدا کر دیا کہ مجھے ایک زمانے تک مصر میں قیام کرنا پڑا یہاں میں نے عربی میں شدھ بدھ پیدا کر لی....."

مالک رام نے عربی میں شدھ بدھ کیا' اتنی علمیت بہم پہنچائی کہ علمی حلقوں میں بہت وقعت کی نگاہ سے دیکھے جانے لگے۔"

محترم پروازی صاحب کے اس مضمون سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ جن حسن رہتاسی صاحب کا ذکر کیا گیا ہے وہ قادیان میں رہنے والے مشہور احمدی شاعر حسن رہتاسی تھے۔ اس مغالطہ کو اس مضمون کے ساتھ ہی محترم مولانا نسیم سیفی صاحب نے وضاحتی نوٹ دیکر دور کر دیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ رسالہ "دور جدید" لاہور کے ایڈیٹر ملک احمد حسن رہتاسی الگ شخصیت تھے اور معروف شاعر حسن رہتاسی ایک اور شخصیت تھے۔

درج بالا تفاصیل سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایک احمدی کے ذریعے دینی لٹریچر کے مطالعے کے بعد جناب مالک رام کو احمدیت سے شناسائی اغلباً پہلے ہی ہو چکی ہو گی اور جس طرح سے جناب مالک رام پڑھنے کے دھنی تھے اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ انہوں خاصی کتب اس بارے میں پڑھی ہونگی۔ چنانچہ جب ان کی ملاقات قادیان میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان جیسی علم پرور ہستی سے ہوئی تو رہی سہی کسر بھی پوری ہو گئی اور موصوف احمدیت کے حلقہ میں آگئے اگرچہ عمر بھر انہوں نے اپنی احمدیت کا کھلے طور پر اعلان نہیں کیا۔ لیکن چونکہ واقفان حال ان کے بارے میں جانتے تھے اس لئے جناب جمیل الدین عالی نے یکم جون ۱۹۹۳ء کے جنگ لاہور میں اپنے کالم میں لکھا ہے "افواہ ہے کہ آپ قادیانی تھے" اللہ تعالیٰ جناب مالک رام صاحب کے درجات بلند کرے اور اپنی رحمت سے نوازے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادرفتگان

حضرت مولانا چوہدری محمد شریف صاحب

مکرم ملک منصور احمد صاحب عمر تحریر فرماتے ہیں۔

محترم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب----- محترم مولانا غلام باری صاحب سیف۔

گزشتہ دنوں میرے دو نہایت درجہ شفیق اور مہربان اساتذہ کرام محترم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب اور محترم مولانا غلام باری صاحب سیف جو ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے یکے بعد دیگرے ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے خدا تعالیٰ ان سے خوش ہو۔ ان کو جنت میں بلند درجات عطا فرمائے اور ان کے جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔

یہ دونوں ہمارے اساتذہ کرام اخلاص' فدائیت اور علم کے لحاظ سے احمدیت کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ ہم نے ان سے احمدیت کا نور حاصل کیا۔ دین کا علم سیکھا اور تربیت پائی۔ خدا تعالیٰ نے احمدیت کو اعلیٰ صفات رکھنے والے علماء اور بزرگان عطا فرمائے ہیں ہر وجود اپنے بعض خصائص کی وجہ سے جماعت میں ایک ممتاز مقام رکھتا ہے۔ محترم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب فاضل اپنے خداداد علم کے ساتھ ساتھ بزرگی۔ درویشانہ شان اور قبولیت دعا کی وجہ سے مشہور تھے۔ اور محترم مولانا غلام باری صاحب سیف فن تقریر اور ملکہ تحریر میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ ان کی تحریر عالمانہ لیکن عام فہم ہوا کرتی تھی۔ سیرت ان کا خاص موضوع تھا۔ تقریر کا یہ عالم تھا کہ سامعین کے اندر وجد کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی۔ آپ کی تقریر کی مٹھاس اور آپ کے خطاب کا زیر و بم دلوں کو تازگی بخشتا۔ اور روحوں کو جوش' ولولہ' عزم اور ہمت عطا کرتا۔

ایک مربی گیمبیا جا رہے تھے۔ انہوں نے مناسب سمجھا کہ گیمبیا کے سابق مربی انچارج محترم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب سے گیمبیا کے بارے میں کچھ رہنمائی حاصل کی جائے۔ چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے دیگر باتوں کے علاوہ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے سنا ہے گیمبیا میں فلاں فلاں سبزی نہیں ملتی۔ لہٰذا میں ان سبزیوں کے کچھ بیج ہمراہ لے جا رہا ہوں اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ اس پر محترم مولانا صاحب موصوف فرمانے لگے اگر تو وکالت تبشیر آپ کو گیمبیا میں باغبانی کے لئے بھجوا رہی ہے تو پھر تو یہ بیج بہت تھوڑے ہیں۔ لیکن اگر آپ کو تربیت اور تبشیر کی غرض سے بھجوایا جا رہا ہے تو آپ اپنے کام سے کام رکھیں۔ اس میدان میں اپنی تیاری کریں کیوں غیر ضروری باتوں میں اپنا وقت ضائع کرتے ہیں۔

استاذی المحترم مولانا غلام باری صاحب سیف کی زندگی کے متعدد واقعات نظروں کے سامنے گھوم رہے ہیں۔ جامعہ احمدیہ کے درجہ رابعہ کی ایک کلاس جب تربیتی دورہ پر بعض جماعتوں میں گئی۔ اس کلاس میں خاکسار بھی شامل تھا۔ ہمارے اس دورہ کے انچارج محترم مولانا سیف صاحب تھے۔ ایک گاؤں میں ہماری تقاریر کے دوران گاؤں کے بعض ناسمجھ افراد نے ہمیں روڑے اور پتھر مارنے شروع کئے۔ جس کی وجہ سے بعض طلبہ بڑے جوش میں آ گئے۔ ہمارے کلاس فیلو برادرم مکرم محمد امین صاحب چیمہ جب تقریر کرنے لگے تو اس واقعہ کی وجہ سے وہ بہت پر جوش تھے۔ اس پر محترم مولانا صاحب ہنس کر فرمانے لگے اس پر جوش میں آنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے تو شاید پہلی مرتبہ یہ واقعہ دیکھا ہے ہم تو ساری زندگی ایسے ہی واقعات میں گزار کر آئے ہیں۔ ان پتھروں کو اٹھا لو اور سنبھال کر رکھو۔ گھر جا کر گھر والوں کو دکھلانا۔ دوسرے لوگوں کو دکھلانا کہ دیکھو ہمیں یہ اعزاز اور فخر حاصل ہوا ہے کہ دین کی راہ میں اور خدا کی خاطر ہمیں یہ روڑے اور پتھر پڑے تھے۔ چنانچہ ہم سب اس بات پر بہت خوش ہوئے اور سب نے کوئی نہ کوئی پتھر اپنے پاس محفوظ کر لیا۔

محترم مولانا سیف صاحب کی طبیعت میں لطیف مزاح پایا جاتا تھا۔ ایک دفعہ جامعہ احمدیہ میں ایک طالب علم کی نہایت ہی چھوٹی سی بلکہ باریک سی داڑھی دیکھ کر فرمانے لگے۔ بیٹا داڑھی ایسی رکھو جو ظاہری آنکھوں سے نظر آ جائے۔ خوردبین استعمال نہ کرنی پڑے۔

ہمارے ان دونوں اساتذہ کرام سے ہزاروں افراد نے علم حاصل کیا اور تربیت پائی۔ اس وجہ سے خدا کے فضل سے امید ہے کہ یہ صدقہ جاریہ ان اساتذہ کرام کے درجات کی بلندی اور ان کے خاندانوں کو اس صدقہ جاریہ کی برکات سے متمتع ہونے کا ذریعہ بنے گا۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

مکرم انتصار احمد صاحب نذر لکھتے ہیں ۳۰ جولائی کو ایک ایسا بزرگ اور خدا رسیدہ وجود اللہ کو پیارا ہو گیا جو نہ صرف میرا استاد تھا بلکہ ناصح اور مربی بھی۔ اب حضرت چوہدری محمد شریف صاحب کی صرف یادیں ہی باقی رہ گئی ہیں یا وہ دعائیں جو (اگر اللہ نے چاہا) تو ہمارے حق میں پوری ہوتی رہیں گی مجھے یاد آیا کہ جب ہم ۱۹۸۶ء میں جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے تو پہلے سال چوہدری صاحب نے ہمیں حدیث پڑھائی۔ اگرچہ تعلق شاگردی مسلسل نہیں رہا۔ کبھی انہوں نے ہمیں پڑھایا اور کبھی چھوڑ دیا لیکن یہ عرصہ چھ برسوں پر محیط ہے آپ کا طریق تھا کہ سال کے شروع میں جب پہلے روز کلاس میں تشریف لاتے تو طلباء کو کہتے کہ ایک کاغذ پر اپنا اپنا تعارف لکھ کر مجھے دے دیں چنانچہ آپ فرداً فرداً ہر ایک طالب علم کے تعارف کو دیکھتے اور پھر دستخط کر کے واپس کر دیتے اس طرح آپ طلباء کے حالات سے باخبر رہنے کی کوشش کرتے نیز اس طرح ان کا ہر ایک سے ذاتی تعلق قائم ہو جاتا طلباء بھی اکثر آپ کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے تو آپ ہمیشہ یہ یقین دلاتے کہ میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں اس لئے کہ اگر آپ کامیاب ہوں گے تو ہماری کامیابی ہے اور آپ کی ناکامی ہماری ناکامی ہے جامعہ احمدیہ میں پرنسپل سے لے کر ایک عام کارکن تک سب آپ کا تہہ دل سے احترام کرتے تھے۔ طلباء کے لئے آپ کی عزت کرنے کا ایک محرک یہ امر تھا کہ پرنسپل صاحب آپ کو بے حد عزت دیتے تھے عموماً جامعہ کی تقاریب میں اختتامی دعا آپ ہی کرواتے۔

پابندی وقت آپ کی زندگی کا ایک نمایاں وصف تھا جامعہ احمدیہ میں روزانہ آپ صبح ٹھیک وقت پر تشریف لے آتے حتی کہ ہمیں یقین تھا کہ اگر کسی کے پاس گھڑی نہ ہو تو چوہدری صاحب کا آنا ہی وقت کا معیار ہے چال ڈھال پر وقار تھی ہم نے کبھی آپ کو سائیکل چلاتے ہوئے نہیں دیکھا بلکہ ہمیشہ پیدل چلتے تھے گرمی ہو یا سردی ہمیشہ قمیض کے اوپر ایک کوٹ پہنتے تھے مہمان نوازی بھی ایک نمایاں خوبی تھی اگر کبھی آپ کے گھر گئے تو باہر دروازے تک چھوڑنے آتے اور دعائیں دیتے رہتے آپ کہا کرتے تھے کہ دو رشتے ایسے ہیں جن میں حسد نہیں ہوتا استاد اور شاگرد کا رشتہ نیز والد اور بیٹے کا تعلق۔

عاجزی اور انکساری کا ایک مرقع تھے تکبر ریاء اور شوخی نام کو نہ تھی نظام جماعت اور امامت کی سچی فرمانبرداری پائی جاتی تھی ایک مخلص وفا شعار اور اطاعت گزار روح پائی تھی جس کے نقوش آپ کی عادات اور طبیعت پر نمایاں تھے۔ آپ کی ان عادات سے ہم گہرا اثر لیتے تھے اور اسی وجہ سے آپ کا احترام ہمارے دلوں میں بڑھتا ہی رہا۔

(میری ڈائری سے ایک یاد)

کہ آج ہمارا موازنہ مذاہب کا پرچہ ہو رہا تھا تو محترم میر محمود احمد صاحب ناصر پرنسپل جامعہ احمدیہ نے پرچہ روک کر اعلان کیا کہ ایک بزرگ کو خدا نے خواب میں بتایا ہے کہ چوہدری محمد شریف صاحب استاد جامعہ احمدیہ کو بزرگی اور تقویٰ کا جو مقام حاصل ہے وہ ان کی آل محمد ﷺ سے محبت کی وجہ سے ہے نیز خدا تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ بات طلباء کو اعلان کر کے بتا دی جائے۔

آپ صاحب کشف بزرگ تھے نیز مستجاب الدعوات بھی لیکن کبھی کسی پر اس کا اظہار نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے۔

مکرم سلیم احمد مبشر صاحب تربیلا سے لکھتے ہیں

محترم مولانا سیف صاحب سیرت کے موضوع کا ایسا نقشہ کھینچتے تھے کہ دل پر نقش ہو کر رہ جاتا تھا۔ اس طرح معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہ سارے واقعات خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں۔ آپ ان لوگوں کی خوشیاں ان کے غم ان کی نفسیات اس طرح بیان کرتے تھے کہ آج بھی تنہائی میں بیٹھ کر وہ باتیں یاد کریں تو بے اختیار آنکھیں چھلک آتی ہیں۔ یہ خاکسار بچپن سے آپ کے محلہ یعنی فیکٹری ایریا ربوہ میں رہ رہا تھا اس لئے آپ کی صحبت سے فیضیاب ہونے کا ایک لمبا موقع ملا ہے۔

آپ کی نوجوانوں کی اصلاح کی طرف بڑی توجہ رہتی تھی۔ اکثر عشاء کے بعد محلہ کا چکر لگاتے۔ جہاں دیکھتے کہ نوجوان فضول گپ بازی میں وقت ضائع کر رہے ہیں ان کو سمجھاتے۔ کالج وغیرہ کے لڑکوں کو اکثر یہ عادت تھی کہ کسی دوست کے پاس گئے اسے باہر بلایا اور سڑک پر کھڑے ہو کر گپ بازی شروع کر دی۔ مولوی صاحب اس سے منع فرماتے اور کہتے کہ اپنی بیٹھک وغیرہ کا دروازہ کھولو دوست کو اندر بٹھاؤ اور بتاتے کہ اس طرح سے اگر آپ کریں گے تو کئی قسم کی قباحتوں سے بچیں گے۔ اس سلسلہ میں ہمیشہ آپ اپنی آنکھیں کھلی رکھتے جہاں پر خلاف معمول کوئی بات دیکھی فوراً اس کی گرفت کی۔ مجھے یاد ہے جب میں ایف ایس سی میں تھا کالج میں غالباً چھٹیاں تھیں مولوی صاحب جامعہ جانے کے لئے نکلے دور مجھ پر نظر پڑی میں اپنے ایک دوست کے ساتھ کھڑا تھا۔ میں نے بھی آپ کو دیکھا۔ جب آپ جامعہ سے واپس آئے تو اتفاقاً میں پھر اسی جگہ کھڑا پھر کسی سے باتیں کر رہا تھا۔ مولوی صاحب سے پھر نظریں چار ہوئیں۔ دل نے سمجھ لیا آج خیر نہیں۔ عصر کے وقت میں

باقی ص ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایس ارتضیٰ حسین

کشمیر کی سیاسی حیثیت

ایس ارتضیٰ حسین (کراچی) ڈان کے ۱۳/ ستمبر ۱۹۹۳ء کے شمارے میں کشمیر کے سٹیٹس کے متعلق کہتے ہیں

یہ مسئلہ تفصیل کے ساتھ متعدد مضامین اور خطوط میں زیر بحث لایا جاچکا ہے اس لئے اس کے متعلق مزید کچھ کہنے کی ضرورت تو نہ ہوتی لیکن مسٹر وینڈی شرمن اسسٹنٹ سیکرٹری امریکی لیجسلیٹو ڈیپارٹمنٹ نے جو خط مسٹر لی ہملٹن چیئرمین امریکی ایوان نمائندگان کمیٹی برائے امور خارجہ کو بھیجا ہے اور جو ڈان کے ۲۹/ اگست کے شمارہ میں مذکور ہے۔ اس سے کسی حد تک کنفیوژن پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لئے یہ خط لکھنے کی ضرورت پیش آئی۔

اس لئے حقیقت حال دوبارہ اختصار کے ساتھ پیش کی جاتی ہے امریکی ایوان نمائندگان سب کمیٹی برائے امور ایشیا اور پیسیفک کے سامنے ۲۹/ اپریل ۱۹۹۳ء کو بیان دیتے ہوئے مسٹر جان میلیٹ نے کہا تھا۔ "کشمیر کا مسئلہ (اس پر زور ہے) ایک بہت بڑی وجہ ہے ہندوستان اور پاکستان اور پاکستان کی آپس میں کشمکش کا کشمیر کے مسئلے کا صرف ایک ہی حل ہے اور وہ یہ ہے کہ کشمیری لوگوں کی چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم ہوں خواہشات کو مد نظر رکھا جائے۔ امریکی سینیٹ کمیٹی برائے امور خارجہ کے سامنے ۱۶/ جولائی ۱۹۹۳ء کو بیان دیتے ہوئے اسسٹنٹ سیکرٹری جو ابھی ابھی مقرر ہوئے تھے لیکن عہدے کا چارج نہیں لیا تھا برائے جنوبی ایشیا مس رابن رافیل نے اس بات کا اعادہ کیا کہ کشمیر ایک متنازعہ علاقہ ہے یہ وہی بات ہے جو ابھی تک اقوام متحدہ بھی تسلیم کرتا ہے انہوں نے مزید کہا کہ وہ یہ مانتی ہیں کہ صرف وہی حل دائمی ہو سکتا ہے جو پاکستان اور ہندوستان اور اسی طرح جموں اور کشمیر کے لوگوں کے لئے قابل اطمینان ہو۔ کشمیریوں کا سٹیٹس تو ابھی متعین کیا جانے والا ہے۔ انہوں نے یہ بات نہایت واضح الفاظ میں بیان کی۔

اپنے خط میں جو مسٹر شرمن نے مسٹر ہملٹن کو لکھا ہے اور جس کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے مندرجہ ذیل مشورہ دیا ہے۔

اگر موجودہ رویے پاکستان کو مکمل طور پر اور مستقل طور پر تشدد پسندوں کی سرکاری حمایت سے روکنے کے جاری نہ رہے۔ اگر اس کے علاوہ پھر اس بات کا اعادہ ہوا کہ سرکاری طور پر ان لوگوں کی حمایت کی گئی جو ہندوستان کے خلاف دہشت گردی کرتے ہیں (اس پر زور) بلا واسطہ یا نجی گروہوں کے ذریعے تو سیکرٹری آف سٹیٹ اس بات سے نہیں ہچکچائیں گے کہ پاکستان کو ایسا ملک قرار دے دیں جو دہشت گردی کی حمایت کرتا ہے۔

گویا کہ ایک جنبش قلم سے مسٹر شرمن نے اس سٹیٹس کا اظہار کر دیا ہے جس کے متعلق ابھی فیصلہ ہونا ہے۔ یعنی جموں اور کشمیر کے سٹیٹس کا۔ یہ ایک متنازعہ علاقہ ہے۔ انہوں نے گویا کشمیری لوگوں کو اور پاکستان کو اس سارے سوال میں سے پوری طرح نکال کر رکھ دیا ہے۔ انہوں نے اپنے سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ سے متضاد بیان دیا ہے۔ انہوں نے اس دہشت گردی اور بربریت سے صرف نظر کیا ہے جو ہندوستانی فوجیں کر رہی ہیں۔ اور آخر کار اس بیان کو جھٹلایا ہے جو مختلف ممالک کے رپورٹرز اور آبزرورز یک زبان ہو کر دیتے ہیں کہ ہندوستان نے کشمیر کے لوگوں کو انتہائی اجنبیت کا احساس دلا دیا ہے۔ اور یہ لوگ یعنی کشمیری ہندوستان کو انتہائی طور پر دبانے والی نوآبادیاتی طاقت سمجھتے ہیں اور اسے کسی طرح بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے جوئے کو اتار پھینکنے کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں۔

یہ کوئی ایسی بات تو نہیں ہے جسے پہلے کبھی نہ سنا گیا ہو۔ تاریخ اس قسم کی دہشت گردی سے بھری پڑی ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے اس کی ایک بہت بڑی مثال تو امریکی جنگ آزادی تھی اس کا آج کل زیادہ تذکرہ نہیں کیا جاتا۔ اور وہ محض اس لئے کہ اسے ضروری نہیں سمجھا جاتا لیکن تاریخی طور حقائق موجود ہیں کہ بغیر فرانس اور جزوی طور پر سپین اور ہالینڈ کے۔ اگرچہ زیادہ تر فرانس کی مدد۔ جو فوجی بھی تھی۔ مالی بھی تھی اور اقتصادی بھی تھی۔ یہ لوگ کبھی اپنی آزادی حاصل نہ کر سکتے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اب تک وہاں پر یونین جیک کا جھنڈا لہرا رہا ہوتا۔ لیکن برطانوی لوگ شکست کھا گئے۔ فرانس کے برخلاف پاکستان صرف سیاسی اور سفارتی مدد کشمیری آزادی کی جنگ لڑنے والوں کو دے رہا ہے اور کسی صورت میں بھی فوجی طور پر کشمیر میں مداخلت نہیں کر رہا۔

ہم اپنے محدود وسائل اور موجودہ مسائل کے پیش نظر آپ کی جس تجویز پر بھی عمل کر سکتے ہیں اس کے لئے ہمارے دل میں آپ کے لئے تشکر کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔
آپ ہمیں اپنی تجاویز ضرور بھجوائیں۔

(ادارہ)

احمدی بیگم

الفضل کے بارے میں تجاویز

گذشتہ دنوں الفضل کے لئے تجاویز بھجوانے کے سلسلہ میں نوٹ شائع ہوا تو سوچا کہ یہ تو ماہر صحافی لوگ ہی بتا سکیں گے کہ کیا کیا خوشگوار تبدیلیاں الفضل میں لائی جاسکتی ہیں مگر ۸/ ستمبر کے الفضل میں گلہ اور جواب گلہ بڑا ہی دلچسپ اور پر لطف لگا تو ساتھ ہی خیال آیا کہ گلے شکووں کی تعداد ترقی پر ہے اس لئے کیوں نہ اپنی ناقص عقل کے مطابق میں بھی اپنی رائے لکھ بھیجوں۔ اگر مناسب ہوئی تو ادارہ قبول کرے گا۔ بصورت دیگر اس سلسلہ میں گلے اور شکووں کا حق تو کسی کو بھی نہیں ہوگا۔

تو عرض ہے کہ یہ امر تو حوصلہ افزا اور بہت خوشکن ہے کہ الفضل سے خلوص و محبت رکھنے والے اور جماعت میں اس کا مقام سمجھنے والے مرد۔ عورتیں۔ بچے بچیاں اس کو قلمی تعاون دینے میں بہت مستعد ہیں۔ بہت پیاری بہت عمدہ اور معیاری شعری اور نثری تحریریں بڑی محنت سے لکھ کر بھجواتے رہتے ہیں۔ مگر کچھ تو بڑے لوگوں کی ستم ظریفیوں کی بدولت مجبوراً روک دی جاتی ہوں گی۔ اور کچھ جگہ کی کمی کی وجہ سے فائلوں میں باری کی منتظر پڑی رہتی ہوں گی اور لکھنے والے ان کی اشاعت کے انتظار کے لمحات بے چینی سے گذارتے ہوں گے۔ تو کیوں نہ یہ کر لیا جائے کہ الفضل کے صفحات زیادہ نہ سہی دو ہی بڑھا دئے جائیں یعنی چار ورقوں کی جگہ پانچ کر دیئے جائیں اور مناسب حد تک اس کی قیمت میں اضافہ کر دیا جائے یا پھر اس کا سائیز بڑا کر دیا جائے۔ کیونکہ دن بدن وصایا کی تعداد بفضل خدا بڑھ رہی ہے جن کی اشاعت لازمی امر ہے اور وصایا کی اشاعت کے لئے کافی جگہ چاہئے۔ اس کے علاوہ کچھ عرصہ سے "کس نے کیا کہا" کا مفید اور معلوماتی سلسلہ بھی شروع کیا گیا ہے جو کافی جگہ لے لیتا ہے۔ اور یہ ہے بھی مناسب کہ ایسی تحریرات ہم سب تک پہنچ جاتی ہیں جو اپنی اپنی جگہ فائدہ مند ہیں۔ اگر الفضل کا سائیز بڑا کر دیا جائے یا اوراق بڑھا دیئے جائیں تو پھر نہ پروفیسر محمد افضل صاحب کو اور نہ میجر منظور احمد صاحب کو اور نہ ہی ان جیسے اہل علم اور اہل قلم احباب کو ان کی تحریرات کے شائع نہ ہونے یا دیر سے شائع ہونے کا شکوہ رہے گا اور نہ ہی قارئین ان کی کاوشوں سے محروم رہیں گے۔

آخر میں گذارش ہے کہ میری لاعلمی کی وجہ سے عین ممکن ہے کہ میری تجویز ناقابل عمل ہو کیونکہ جو جس گرم پانی میں کام کر رہا ہو اس کی سردی گرمی کا احساس تو اسے ہی ہوتا ہے مگر پھر بھی یہ کہونگی کہ اب تو الفضل کا حق بنتا ہے کہ اسے یا لمبا چوڑا اور یا بھاری بھر کم کر دیا جائے۔

بقیہ : ص ۵

بیت احمد میں بیٹھا تھا کہ مولوی صاحب دائیں دروازے سے جوتا اتارتے ہوئے تیز نظروں سے مجھے گھور رہے تھے۔ اس وقت کس میں اتنی ہمت تھی کہ آپ کی نظروں کا سامنا کرتا بے اختیار سر جھکا لیا۔ مولوی صاحب نے پیچھے سے کسی کی چھڑی پکڑی اور اس کے دستہ کی طرف سے پیچھے سے آکر میرے گلے میں ڈالی اور آہستہ سے کھینچا۔ میں اٹھ کر پیچھے گیا تو کہنے لگے تمہیں پتہ ہے لغو باتیں کرنے کا کیا مطلب ہے۔ خیر بہرحال میں نے اپنی صفائی پیش کی۔

یہ آیت بتا کر کہ مطلب پوچھنے کا طریقہ اصلاح بھی آپ بعض اوقات اختیار کرتے تھے۔ کیونکہ ایک دفعہ مجھے ایک دوست سے پتہ چلا اسے بھی اسی طرح مولوی صاحب نے کسی آیت کا مطلب پوچھا تھا۔

ڈانٹ ڈپٹ کی بات چلی ہے تو ایک بات اور یاد آرہی ہے۔ ایک دفعہ مغرب کے وقت فرضوں کی ادائیگی کے بعد بچے پیچھے کھڑے ہو کر باتیں کرنے لگ گئے میں نے ان کو روکا۔ ایک لڑکے کو ذرا سختی سے بٹھایا تو وہ بیٹھتے بیٹھتے لڑکھڑا سا گیا۔ اس نے گھر جا کر نہ معلوم کیا بتایا کہ اس کے بڑے بھائی نے مولوی صاحب کے پاس میری شکایت کی۔ اس وقت میں سامنے ہی تھا مولوی صاحب نے مجھے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ چند دن سے تم زیادہ بڑھ رہے ہو۔ اتنی سختی تو میں نہیں کرتا جتنی تم نے شروع کر دی ہے۔ اب ویسے مولوی صاحب پوچھ گچھ کرتے تو شاید میں کوئی بات کرتا مگر اس بات نے تو ایسا شرمندہ کیا کہ مجھے نہیں یاد کہ اس کے بعد میں نے کسی کو ہاتھ لگایا ہو۔

ایک گزارش

○ یادرفتگان کے سلسلہ میں اگر کسی وفات یافتہ کے متعلق ایک سے زیادہ مضمون موصول ہوں تو دیکھا گیا ہے کہ پہلے مضمون کے بعد باقی مضامین میں نوے فی صد وہی باتیں ہوتی ہیں جو پہلے مضمون میں شائع ہو چکی ہوتی ہیں جن کا دہرانا ضروری نہیں ہوتا اس لئے شائع شدہ مضمون کو مد نظر رکھ کر اگر کوئی نئی بات ہو تو تحریر فرمائیں ورنہ پہلے مضمون پر اکتفا کریں۔

(ادارہ)

واقفینِ نَو

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ تمام واقفینِ نَو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرتے کی سعادت حاصل کریں۔

تقی الدین ابن ڈاکٹر رشید الدین ربوہ

قاسم مصطفیٰ ابن غلام قادر اوکاڑہ

زاہد مصطفیٰ ابن غلام قادر اوکاڑہ

حناء عروج بنت محمود احمد اوکاڑہ

ندیم احمد ابن محمد سلیم اوکاڑہ

انس احمد ابن شیخ حامد محمود اوکاڑہ

منور احمد حسن ابن ملک ممتاز احمد اوکاڑہ

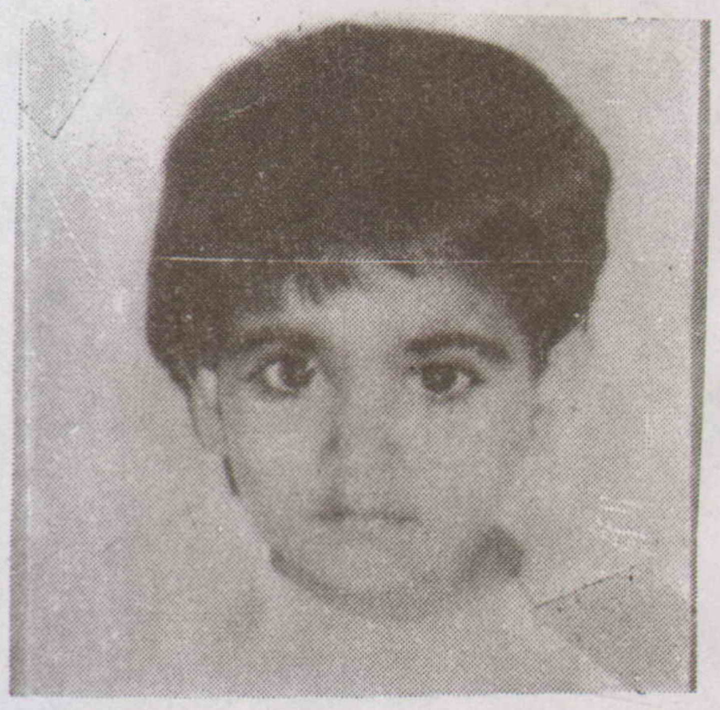

حدیقہ صالحہ بنت شیخ وحید احمد اوکاڑہ

نعیم احمد ابن شیخ محمد سرور اوکاڑہ

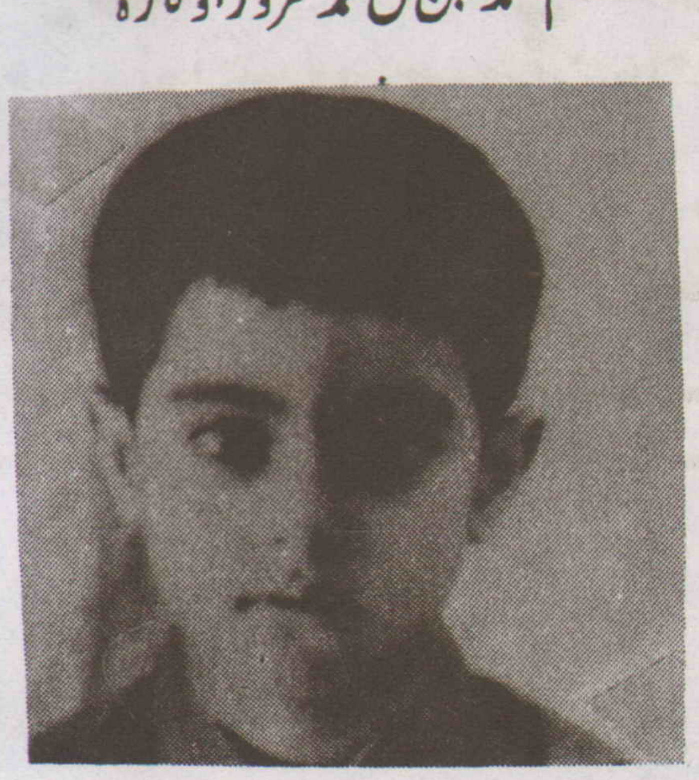

محمد ظفر ابن شیخ محمد ایوب اوکاڑہ

ساریہ سعید ابن طاہر سعید اوکاڑہ

محمد نعیم احمد ابن شیخ وحید احمد اوکاڑہ

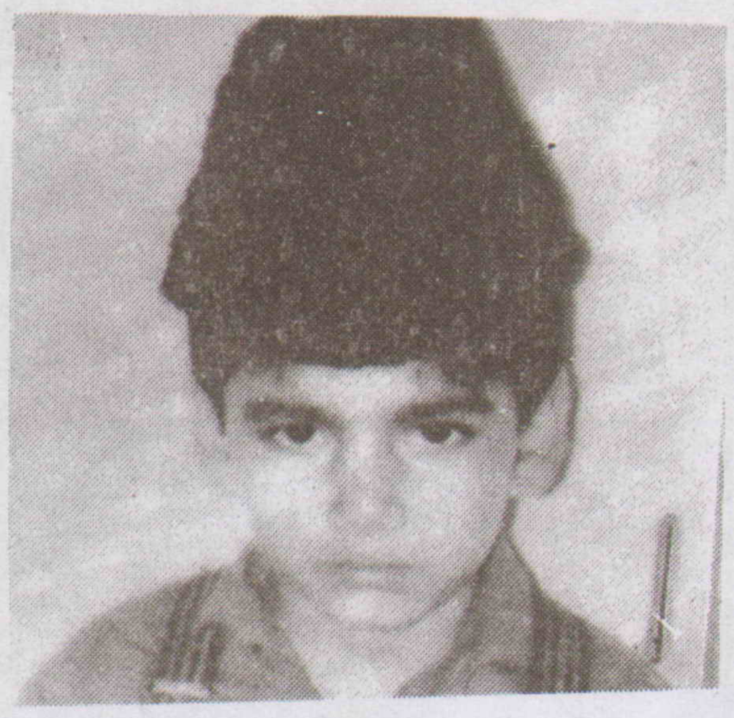

محمد احمد ابن شیخ ناصر احمد اوکاڑہ

منصور احمد ابن مبارک احمد اوکاڑہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک وقت میں تین کام

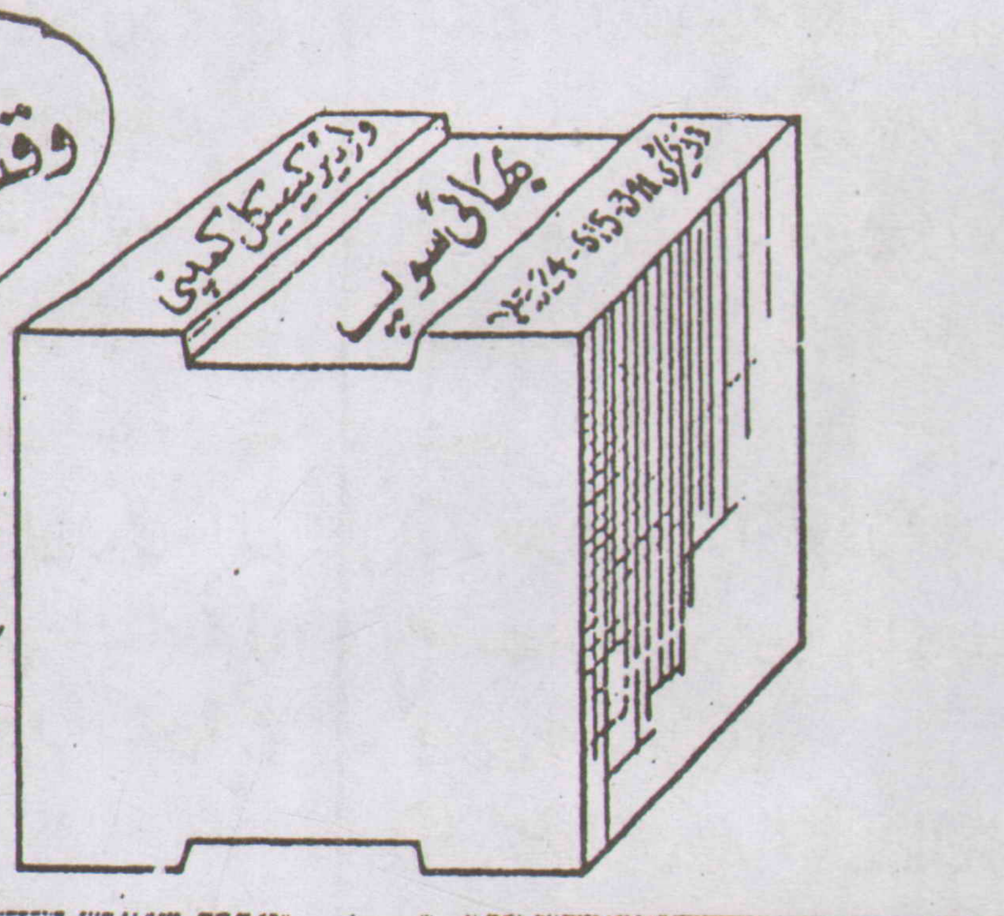

دھوئے بھی
چمکائے بھی
کپڑوں کو مہکائے بھی

بھائی سوپ رجسٹرڈ

WARRIOR WARRIOR

وزن میں پورا ◉ معیار میں اعلیٰ

بھائی سوپ جدید اور اعلیٰ اجزاء سے تیار ہونے والا صابن جو کپڑوں کو صاف کرنے کیساتھ ساتھ متعدی امراض کے جراثیموں سے بھی پاک کرتا ہے۔
اُونی سُوتی اور ریشمی کپڑوں کی اعلیٰ دُھلائی کے لئے مشہورِ زمانہ وارئیر کیمیکل کمپنی کا بھائی سوپ استعمال کریں!

وارئیر کیمیکل کمپنی (رجسٹرڈ) پاکستان فیصل آباد

فون نمبر سیل آفس فیصل آباد ۴۱۷۷۶۴ - ۴۷۷۶۴
فیکٹری مسیح ۶۱۵ - ۳۴۰ / ۵۲۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : ۲-اکتوبر- موسم اعتدال کی طرف مائل ہے- ربوہ کا درجہ حرارت ۳۴ درجے سنٹی گریڈ

○ بھارت کے صوبہ مہاراشٹر میں آنے والے زلزلے سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد ۳۰- ہزار تک پہنچ گئی ہے- جہاں آبادیاں تھیں وہاں صرف کھنڈر نظر آرہے ہیں- سڑکیں اینٹوں اور روڑوں سے بھری ہوئی ہیں جس کی وجہ سے امدادی ٹیمیں تمام علاقوں تک نہیں پہنچ سکیں- ہزاروں لوگ ملبے تلے سسک رہے ہیں- ۳ شہر اور ۲۰- دیہات صفحہ ہستی سے مٹ گئے ہیں- بھارت میں تین دن تک سوگ منانے کا اعلان کیا گیا ہے- ہلاک ہونے والوں کی تعداد میں مزید اضافہ متوقع ہے- کئی ممالک کی طرف سے امداد بھجوانے کا اعلان کیا گیا ہے-

○ سابق چیف آف آرمی سٹاف جنرل آصف نواز کی نعش قبر سے نکال کر دو گھنٹے تک ان کا پوسٹ مارٹم کیا گیا اور نعش سے ضروری مواد حاصل کر لیا گیا- ملکی و غیر ملکی ماہرین کو جائے تدفین چکری راجگان ضلع جہلم لے جایا گیا- پولیس نے احتیاط کے طور پر تمام علاقوں کی ناکہ بندی کرلی تھی- مختلف آلات اور ایکسرے مشینوں کے ذریعے پوسٹ مارٹم کی کارروائی مکمل کی گئی- اس کی ویڈیو فلم بھی بنائی گئی- پوسٹ مارٹم کی رپورٹ چند روز میں منظر عام پر آنے کی توقع ہے-

○ ایم کیو ایم نے عام انتخابات کا بائیکاٹ کرنے کا اعلان کر دیا ہے- بی بی سی نے بتایا ہے کہ ایم کیو ایم کے ترجمان نے انہیں کہا کہ ان کے امیدواروں کو انتخابات میں مناسب تحفظ نہیں دیا جارہا-

○ جونیجو مرحوم کے بیٹے اسد جونیجو نواز شریف کے ساتھ مل گئے ہیں انہوں نے کہا کہ میرے والد کے نام سے منسوب پارٹی کو پیپلز پارٹی کی ذیلی تنظیم بنا دیا گیا ہے-

○ پنجاب کے سابق وزیر اعلیٰ اور پنجاب مسلم لیگ کے صدر جناب غلام حیدر وائیں کو ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں میاں چنوں میں سپرد خاک کر دیا گیا- مسلم لیگ کے سربراہ میاں نواز شریف نماز جنازہ میں شامل ہوئے اس موقعہ پر خطاب کرتے ہوئے انہوں نے مرحوم لیڈر کو زبردست خراج تحسین پیش کیا-

○ وائیں کے قتل کے خلاف مختلف شہروں میں ہڑتال اور مظاہرے ہوئے- سرگودھا میں مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے کارکنوں میں تصادم سے مسلم لیگ کے صوبائی امیدوار کے تین بیٹے زخمی ہوگئے-

○ سندھ ہائی کورٹ نے غلام مصطفیٰ جتوئی اور ان کے دونوں بیٹوں کی طرف سے نااہلی کے خلاف دائر کردہ درخواستیں مسترد کر دیں- پشاور ہائی کورٹ نے بھی چار قبائلی امیدواروں کی ایسی ہی درخواستیں مسترد کر دی ہیں-

○ ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل محمد صفدر کو پنجاب یونیورسٹی کا وائس چانسلر مقرر کر دیا گیا ہے- انہوں نے ۱۹۵۴ء میں پاکستان ملٹری اکیڈمی سے گریجویشن کی اور بعد ازاں قائد اعظم یونیورسٹی سے سٹریٹیجک اور ڈیفنس سٹڈیز میں ماسٹرز ڈگری حاصل کی- ان کی عمر ۵۹ سال ہے-

○ نگران وزیر اعظم مسٹر معین قریشی نے کہا ہے کہ انتخابات میں کامیاب ہونے والی اکثریتی پارٹی کے لیڈر کو فوراً نامزد کر دیا جائے گا- انہوں نے کہا کہ فوج میری طرف سے کئے جانے والے اقدامات کی حمایت کر رہی ہے-

○ صدر اور وزیر اعظم نے محترمہ بے نظیر بھٹو سے ملاقات کی اور انتخابات سے متعلق تجاویز پر تبادلہ خیال کیا-

○ مسٹر وائیں کی رسم قل میاں چنوں کے اسلامیہ سکول کی گراؤنڈ میں ادا کی گئی قائم مقام صدر مسٹر وسیم سجاد اور وزراء نے شرکت کی-

○ این اے ۲۶ سے پیپلز پارٹی کے قومی اسمبلی کے امیدوار محمد حنیف خان انتخابی جلسے کے دوران دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے- ان کی عمر ۶۰ سال تھی- ان کے مدمقابل قاضی حسین احمد تھے-

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ پیپلز پارٹی برسراقتدار آکر قومی تعمیر کی نئی راہیں کھولے گی- نیو سوشل کنٹریکٹ کے ذریعے ہر ضلع میں حکومت قائم کی جائے گی- ڈی سی اور پولیس اس حکومت کے ماتحت ہونگے- ملک بھر میں ۸۰ اضلاع میں ایسی حکومتیں بنائی جائیں گی- کسانوں کے لئے کسان بنک قائم ہونگے- خواتین کے لئے خواتین ججوں پر مشتمل خصوصی عدالتیں بنائی جائیں گی- انہوں نے ٹیلی ویژن پر الیکشن اور کے پروگرام میں اپنا منشور پیش کرتے ہوئے کہا کہ غیر ملکی سرمایہ کار اسی وقت آئیں گے جب ملک میں سیاسی استحکام پیدا ہوگا-

○ مسٹر محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ ہم برسراقتدار آکر وائیں کے قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچائیں گے- انہوں نے کہا کہ وائیں کا قتل مسلم لیگ پاکستان اور نواز شریف کے خلاف گہری سازش ہے- سازشی ٹولہ اب ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا- وائیں کے قتل سے قائد اعظم کی روح بھی بے چین ہے- شہید کا خون ضرور رنگ لائے گا- ملک کو توڑنے والے جلد پاکستان کو چھوڑ دیں گے- انہوں نے کہا کہ غریبوں کی دعائیں فرش سے عرش تک ہمارے ساتھ ہیں انہوں نے کہا کہ یہ الیکشن نہیں بلکہ لٹیروں کے خلاف تحریک ہے-

○ قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ نواز شریف غیر مند ہیں تو کھلے میدان میں آئیں ان کو دن میں تارے دکھادیں گے- انہوں نے کہا کہ عوام نے دانشمندی سے فیصلہ کیا تو ملک میں اندھیروں کا خاتمہ ہو جائے گا- اسلامی فرنٹ کے برسراقتدار آنے کے بعد ملک میں ہر طرف شادابی نظر آئے گی-

کیا آپ کو

پیٹ درد، قبض، اسہال، پیچش، گیس، بدہضمی، معدہ کی سوزش اور السر وغیرہ میں دواؤں کے استعمال سے فائدہ نہیں ہو رہا؟

تو

ڈائی جسٹ کیوریٹو سمیل

DIGEST CURATIVE SMELL

سے صرف سونگھنے سے آرام آسکتا ہے

ایک شیشی تمام گھر کیلئے کافی ہے-

میڈیکل اور نان میڈیکل کاروبار والے تمام افراد واپسی قیمت کی رعائیت کے ساتھ (WITH MONEY BACK GUARANTEE) فروخت کر سکتے ہیں-

قیمت پاکستان میں 20-00 روپے فی شیشی ڈاک خرچ (چھوٹے بڑے آرڈر پر) 10-00 روپے

ایکسپورٹ کوالٹی پانچ ڈالر $ 5 معہ ڈاک خرچ (ترقی پذیر ممالک کے لئے ریٹ الگ الگ)

روزمرہ استعمال کی 7 مختلف سمیلز کا پرس RS150 میں دستیاب ہے-

لٹریچر اور دیگر کیوریٹو سمیلز کی تفصیلات مفت طلب فرمائیں-

موجد:- ہومیوپیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر آر ایم پی- ایم اے- ایل ایل بی- فاضل عربی- مائینڈ اینڈ میموری ایکسپرٹ- بانی کیوریٹو سسٹم آف میڈیسن

پیشکش:- کیوریٹو سمیلز انٹرنیشنل

گول بازار ربوہ

فون آفس 771، کلینک 606، فون سیلز 211283

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

حبوب مفید اٹھرا

۲۰ گرام .... ۲۰ روپے

۶۰ گرام .... ۶۰ روپے

مقوی و پرچون

ناصر دواخانہ گولبازار ربوہ

اعوان ایکسپریس فلائنگ کوچ کی ایک اور فخریہ پیشکش

ربوہ تا راولپنڈی نائٹ سروس کرایہ ۷۰ روپے

روانگی ربوہ سے روزانہ ۱۰ بجے رات پہنچ راولپنڈی ۴ بجے صبح

بکنگ آفس: سٹیشنری پوائنٹ نزد ریلوے پھاٹک اقصیٰ روڈ ربوہ

مینیجر: محمد احمد اعوان

فون: ۵۱۵